جلد ۱۹
شمارہ ۹

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبوک ۱۳۵۷ ہش

ستمبر ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر
سید عبدالحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبوک ۱۳۵۷ھ ش

شوال ۱۳۹۸ھ

ستمبر ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر
سید عبد الحی

قیمت سالانہ دس روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر . . . . . . چوہدری محمد ابراہیم

مطبع . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت . . . . دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۹	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	شمارہ ۹

تبوک ۱۳۵۷ ہش

اخلاقی ترقی

(فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

" ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں کیونکہ

اَلِاسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ

مشہور ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے۔ تو حتی الوسع اس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔ انسان میں نفس بھی ہے اور اس کی تین قسم ہیں۔ امارہ۔ لوامہ۔ مطمئنہ۔ امارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوشوں کو سنبھال نہیں سکتا۔ اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے۔ مگر حالت لوامہ میں سنبھال لیتا ہے۔ مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدی نے بوستاں میں لکھی ہے۔ ایک بزرگ کو کتے نے کاٹ کھایا۔ گھر آیا تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا۔ بیٹی انسان سے کتپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہئیے کہ جب کوئی شریر

گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کُتّین کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بُری گالیاں دی گئیں۔ بہت بُری طرح ستایا گیا مگر ان کو

اَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ

کا ہی خطاب ہُوا۔ خود اس انسانِ کامل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت بُری طرح تکلیفیں دی گئیں۔ اور گالیاں بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اس خلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ کے لئے کیا کیا۔ ان کے لئے دعا کی۔ اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا۔ تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے۔ اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا کہ حضورؐ کے مخالف آپ کی عزت پر حرف نہ لا سکے۔ اور خود ہی ذلیل وخوار ہو کر آپؐ کے قدموں پر آ گرے۔ یا سامنے تباہ ہوئے۔

غرض یہ صفت تو امہ کی ہے جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کر لیتا ہے۔ روزمرّہ کی بات ہے اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے۔ جس قدر اس سے اعراض کرو گے۔ اسی قدر عزت بچا لو گے۔ اور جس قدر اس سے مٹھ بھیڑ اور مقابلہ کرو گے۔ تباہ ہو جاؤ گے۔ اور ذلت خرید لو گے۔ نفس مطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حسنات اور خیرات ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا اور ماسوی اللہ سے کلی انقطاع کر لیتا ہے۔ وہ دنیا میں چلتا پھرتا اور دنیا والوں سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ یہاں نہیں ہوتا۔ جہاں وہ ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور ہی ہوتی ہے۔ وہاں کا آسمان اور زمین اور ہی ہوتی ہے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

مُحَمَّدٌ خَیْرُ الْوَرٰی صلے اللہ علیہ وسلم

یَا لَلْفَتٰی مَا حُسْنُهُ وَجَمَالُهُ | رَیَّاهُ یُصْبِی الْقَلْبَ کَالرَّیْحَانِ
وَجْهُ الْمُهَیْمِنِ ظَاهِرٌ فِی وَجْهِهٖ | وَشُئُوْنُهُ لَمَعَتْ بِهٰذَا الشَّانِ
فَلِذَا یُحَبُّ وَیَسْتَحِقُّ جَمَالُهُ | شَغَفًا بِهٖ مِنْ زُمْرَةِ الْاَخْدَانِ
سُجُحٌ کَرِیْمٌ بَاذِلٌ خِلُّ التُّقٰی | خِرْقٌ وَفَاقَ طَوَائِفَ الْفِتْیَانِ
فَاقَ الْوَرٰی بِکَمَالِهٖ وَجَمَالِهٖ | وَجَلَالِهٖ وَجَنَانِهِ الرَّیَّانِ
لَاشَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَیْرُ الْوَرٰی | رِیْقُ الْکِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْیَانِ
تَمَّتْ عَلَیْهِ صِفَاتُ کُلِّ مَزِیَّةٍ | خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ کُلِّ زَمَانِ

- کیا ہی حسین اور خوبصورت نوجوان ہے۔ جس کی خوشبو دل کو ریحان کی طرح شیفتہ کرلیتی ہے۔
- اس کے چہرہ میں خدائے مہیمن کا چہرہ نظر آتا ہے۔ اور اسکی شان میں خدا کی شان نمایاں ہے
- اسی لیے تو اس سے محبت کی جاتی ہے۔ اور اس کا جمال لائق ہے کہ تمام دوستوں کو چھوڑ کر اسی سے دل بستگی پیدا کی جائے۔
- وہ خوش خو۔ کریم۔ سخی۔ صاحب تقوے کریم الطبع اور تمام جوانوں پر فائق ہے۔
- اپنے کمال، جمال، جلال اور دل تازہ کے سبب سے وہ تمام مخلوق سے فائق ہے۔
- بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم خیرالوری برگزیدہ کرام اور دنیا کی اہم شخصیات میں سے چیدہ ہیں
- ہر قسم کا فضیلت کی صفات آپ میں کامل ہیں۔ اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ کی ذات پر ختم ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدِ شاں آنکہ نامش مصطفےٰ است | رہبرِ ہر زمرۂ صدق و صفا است

می درخشد روئے حق در روئے او | بوئے حق آمد ز بام و کوئے او

ہر کمالِ رہبری بروے تمام | پاک روئے و پاک رویاں را امام

اے خدا اے چارۂ آزارِ ما | کن شفاعت ہائے اُو در کارِ ما

ہر کہ مہرش در دل و جانش فتد | ناگہاں جانے در ایمانش فتد

تابعش بحرِ معانی مے شود | از زمینی آسمانی مے شود

ہر کہ در راہِ محمد زد قدم | انبیاء را شد مثیلِ محترم

(درضیاء الحق)

- (انبیاء) کا سردار جس کا نام محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے اور صدق و صفا والے ہر گروہ کا راہنما ہے۔
- آپؐ کے چہرہ میں خدا کا چہرہ چمکتا ہے اور آپؐ کے بام و در سے خدا تعالےٰ کی خوشبو آتی ہے۔
- آپؐ پر راہبری کا ہر کمال ختم ہے۔ آپؐ نہ صرف پاک رو ہیں بلکہ پاک روؤں کے امام ہیں۔
- اے خدا اے ہماری تکلیفوں کے چارہ گر آنحضرتؐ کی شفاعت ہمارے حق میں میسر فرما۔
- جس کے دل و جان میں آپؐ کی محبت داخل ہو جائے اس کے ایمان میں فوراً جان آجاتی ہے۔
- آپؐ کا متبع معرفت کا ایک سمندر بن جاتا ہے۔ اور زمینی سے آسمانی وجود بن جاتا ہے۔
- ہر وہ شخص جس نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی راہ پہ قدم مارا۔ وہ انبیاء کرام کا مثیل محترم بن گیا

ترجمہ سید عبدالحی

شمائلِ شریفہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ و عاداتِ مبارکہ

۱۔ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ.

(ابن ماجہ)

حضورؐ جب وضو فرماتے تو دو رکعتیں (گھر میں) پڑھ کر نماز کے لئے نکلتے۔

۲۔ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ دَلَكَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهٖ

(ابوداؤد)

حضورؐ جب وضو فرماتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کو اپنی چھنگلی سے رگڑتے۔

۳۔ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهٗ بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ (ترمذی)

حضورؐ جب وضو فرماتے تو اپنی چادر کے پلو سے چہرہ پونچھ لیتے۔

۴۔ كَانَ إِذَا تَلَا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْن حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ (ابوداؤد)

حضورؐ جب (نماز میں) غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھتے تو آمین آتی (بلند آواز سے پڑھتے) کہ پہلی صف کے قریبی لوگ سن لیتے۔

۵۔ كَانَ إِذَا جَاءَهٗ مَالٌ لَمْ يُبَيِّتْهُ وَلَمْ يُقِيْلْهُ (بیہقی)

حضورؐ کے پاس جب مال آتا تو رات گزرنے سے پہلے (اور اگر مال دن کو آتا) تو دوپہر کے آرام کا وقت گزرنے سے پہلے اسے تقسیم فرما دیتے۔

۶۔ كَانَ إِذَا جَاءَهٗ أَمْرٌ يُسَرُّ بِهٖ خَرَّ سَاجِدًا شُكْرًا لِلّٰهِ (ابوداؤد)

حضورؐ کے پاس جب کوئی خوشکن خبر آتی تو اللہ تعالےٰ کے شکرانہ کے طور پر سجدہ ریز ہوجاتے۔

۷۔ كَانَ إِذَا جَرَى بِهِ الضِّحَاكُ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى فِيْهِ۔

(سنن سعید بن منصور)

حضورؐ کو جب ہنسی آتی تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیتے۔

۸۔ كَانَ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ اَنْ يَرْفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ

(ابو داؤد)

حضورؐ جب مجلس میں بیٹھ کر گفتگو فرماتے تو اکثر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے۔

۹۔ كَانَ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يَخْلَعُ نَعْلَيْهِ (بیہقی)

حضورؐ جب تشریف فرما کر گفتگو فرماتے تو اپنے جوتے اتار لیتے۔

۱۰۔ كَانَ إِذَا جَلَسَ جَلَسَ إِلَيْهِ اَصْحَابُهُ حَلْقًا حَلْقًا۔

حضورؐ جب مجلس میں رونق افروز ہوتے تو آپؐ کے صحابہ آپؐ کے سامنے حلقے بنا کر بیٹھتے تھے۔

۱۱۔ كَانَ إِذَا حَزَنَهُ اَمْرٌ صَلّٰى (مسند احمد بن حنبل)

حضورؐ کو جب کوئی بات غمگین کرتی۔ تو آپؐ نماز پڑھنی شروع کر دیتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہوجاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے۔ اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔"　　(کشتی نوح ص۲۵)

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر استاذ الجامعہ

۳۱۳ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۹۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی

(۱)

حضرت منشی صاحب موصوف جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاص مقرب صحابی منتخب کیا۔ آپ عشاق مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے آپ کا آبائی وطن شہر مظفر نگر سے بیس میل کے فاصلہ پر بڈھانہ نامی قصبہ ہے۔ ۱۲۸۶ھ میں آپ کی پیدائش ضلع میرٹھ کے قصبہ باغپت میں ہوئی اور تعلیم بھی وہیں حاصل کی۔ آپ شیخ قانونگو خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مغلیہ دور حکومت میں اس خاندان کے اکثر افراد اراضی کے متعلق قوانین جانتے تھے اور بندوبست کرتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں تعلیم کا خاص انتظام نہ تھا۔ اس لئے مروجہ تعلیم آپ نے حاصل کی۔ مگر فارسی کتب کے پڑھنے میں آپ نے غیر معمولی اہتمام کیا۔ محنتی اور ذہین تھے۔ حاضر جواب تھے۔ اور سوسائٹی میں عزت و احترام سے دیکھے جاتے۔ مکتبی تعلیم سے فراغت کے بعد جبکہ آپ کی عمر ۱۶ سال تھی ایک مقدمہ کے سلسلہ میں آپ خط شکستہ میں ایک تحریر پڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔ جس سے آپ کی ذہانت و قابلیت کا اچھا اثر ہوا۔

سترہ برس کی عمر میں آپ نے آبائی وطن کو چھوڑ کر کپورتھلہ میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کے چچا حافظ احمد اللہ صاحب قصبہ سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں تحصیلدار تھے۔ ان کے اولاد نہ تھی اس لئے ان کو آپ بہت عزیز تھے۔ اور آپ کے آرام کا خیال رکھتے تھے۔

قیام کپورتھلہ میں آپ کو فکر معاش کا احساس ہوا۔ ابتداء میں آپ عدالت میں اپیل نویس مقرر ہو گئے۔ اس ذریعہ سے آپ کو اچھی معقول آمدنی کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور اس کام میں کافی

حد تک آزادی بھی تھی ۔حکام بالا آپ سے بہت خوش تھے۔ اور آپ پر اعتماد تھا۔ آپ مقدمات کی مسلوں کا خلاصہ تیار کرنے میں بہت ہی ماہر تھے۔ مدعی اور مدعا علیہ کے دلائل کا خلاصہ اچھے انداز سے تحریر کرتے۔ آپ کا تیار کردہ یہ مواد حاکم مطالعہ کرتا۔ اور بالعموم یہ خلاصہ ہی قدرے تبدیلی کے ساتھ فیصلہ کا حکم رکھتا۔ آپ کی قابلیت کی بناء پر آپ سے کام سررشتہ داری کا لیا جاتا۔ آپ جس مجسٹریٹ کے سررشتہ دار تھے وہ ایک وقت میں چیف جسٹس ہو گئے اور آپ ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے ہائی کورٹ کے رجسٹرار ہو گئے۔ آپ کی دیانت، محنت، قابلیت اور انصاف کی دھوم تھی۔ حکام ریاست آپ کو ان اوصاف کی بناء پر عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

(۲)

براہین احمدیہ کی اشاعت پر حاجی ولی اللہ صاحب نے یہ معرکۃ الآراء کتاب حضرت منشی صاحب کو برائے مطالعہ پیش کی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا۔ پہلی ملاقات حضور سے جالندھر شہر میں ہوئی۔ حضرت منشی صاحب پر براہین احمدیہ کتاب کا اتنا نمایاں اثر تھا کہ آپ نے کپورتھلہ میں براہین احمدیہ کا درس دینا شروع کر دیا اور قادیان میں آمد و رفت کا سلسلہ شروع فرمایا اور تعلقات میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور تعلقات محبت اور فدائیت کی حد تک پہنچ گئے۔ آپ جماعت کپورتھلہ کے حقیقی معنوں میں آدم تھے۔

حضرت منشی صاحب نے کئی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت لینے کا اظہار فرمایا مگر حضور فرماتے کہ

"بیعت لینے کا ابھی اذنِ الٰہی نہیں ہوا۔"

جب بیعت لینے کا اذنِ الٰہی ہوا تو حضور نے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ چنانچہ منشی صاحب موصوف بموجب اس اشتہار کے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو بمقام لدھیانہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے اور السابقون الاولون کہلائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"حبی فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب۔ یہ جوان صالح، کم گو اور خلوص سے بھرا ہوا دقیق فہم آدمی ہے۔ استقامت کے آثار و انوار اس میں ظاہر ہیں۔ وفاداری کی علامات

واماراتِ اس میں پیدا ہیں ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔ اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھتا ہے۔ اور ادب جس پر تمام مدار حصولِ فیض ہے۔ اور حسن ظن جو اس راہ کا مرکب ہے دونوں سیرتیں ان میں پائی جاتی ہیں جزاہم اللہ خیرا" (ازالہ اوہام طبع اول ص۸۰۰)

سبحان اللہ! منشی صاحب کتنے ہی خوش قسمت ہیں کہ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق یہ خوشکن الفاظ تحریر فرمائے۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

حضرت خلیفہ اولؓ اور حضرت خلیفہ ثانیؓ۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور دوسرے بزرگان جماعت آپ کے ساتھ غیر معمولی محبت رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ ایک خط بطور تبرک کے پیش ہے۔ کیونکہ اس میں ایک روحانی سبق اور چاشنی ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تعدیل ارکان اور اطمینان سے نماز کو ادا کرنا شرط ہے۔ جس قدر رکوع سجود آہستگی سے کیا جاوے وہی بہتر ہے۔ اسی طرح پر پڑھنے سے نماز میں لذت شروع ہو جاتی ہے۔ سو یہ بات بہت اچھی اور نہایت بہتر ہے کہ رکوع سجود بلکہ تمام ارکانِ نماز میں تعدیل و اطمینان اور آہستگی سے رعایت رکھی جاوے۔ اگر تم نماز تہجد میں تکرار سے یہ دعا کرو۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ تو یہ نہایت اقرب دل پر نورانی اثر ڈالنے کے لئے ہے۔ اور یہ عاجز ان دنوں قادیان میں ہی ہے۔ زیادہ خیریت۔

خاکسار:۔ غلام احمد از قادیان"

ایک اور خط ملاحظہ ہو جو حضور علیہ السلام نے حضرت منشی صاحب موصوف کو ان کے صاحبزادے جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائل پور کی پیدائش پر تحریر فرمایا اور حضور نے ان کا نام محمد احمد تجویز فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی ظفر احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لڑکا فرزند مبارک ہو۔ اس کا نام محمد احمد رکھ دیں

خدا تعالیٰ با عمر کرے آمین   والسلام

خاکسار۔ غلام احمد عفی عنہ ۱۲ ر نومبر ۱۸۹۶ء

حضرت منشی صاحب کے کئی نشانات اور پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں بطور گواہ کے ان کا نام حضور نے تحریر فرمایا۔ آپ کو کئی دفعہ حضور کا تبرک کھانے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اور آپ اس سعادت کا اظہار محبت اور عقیدت کے انداز میں فرمایا کرتے۔ ذکرھا الحبیب حبیب آپ کی زندگی تھی اور اسی ذکر سے دوسرے بھی محظوظ ہوتے۔ آپ کی روایات بہترین تبرک ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت مبارکہ سے حصہ وافر ملا تھا حضرت منشی صاحب بڑی کثرت سے قادیان جایا کرتے اور حضرت صاحب کی صحبت مبارکہ سے مالا مال ہو کر لوٹتے۔ ایک دفعہ آپ قادیان حضور کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں عید آگئی۔ اور خیال تھا کہ عید واپس آکر کپورتھلہ میں کریں گے۔ مگر حضور نے آپ کو قادیان میں روک لیا۔ آپ بازار سے پگڑی خریدنے کے لئے جا رہے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منشی صاحب کو دیکھ کر فرمایا کہ منشی صاحب کہاں جا رہے ہیں؟ عرض کی کہ حضور پگڑی لینے کے لئے بازار جا رہا ہوں۔ حضور نے کمال شفقت سے اپنا عمامہ مبارکہ اتار کر آپکو عنایت فرمایا۔ کتنا ہی مبارک وجود تھا کہ امام الزمان کا عمامہ مبارکہ آپ کے سر پر رکھا گیا۔

آپ جب قادیان جاتے تو حضور کی ڈاک کا جواب تحریر کرتے اور حضور کی کتب نقل کرتے۔ آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں جو سیرت ظفر جلد چہارم (اصحاب احمد) میں مذکور ہیں۔ جو بہت ہی ایمان افروز ہیں۔ آپ کی وفات ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء کو کپورتھلہ میں ہوئی۔ جب آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی تو تدفین اور دعا کے بعد مجمع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے آیا۔ اور جملہ حاضرین دعا کر رہے تھے تو اسی وقت حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بلند آواز سے کہا۔

"آپ کا دوست پہنچ گیا آپ کے پاس"

حضرت مفتی صاحب کے منہ سے یہ فقرہ جوش و رقت کے عالم میں بے اختیار نکلا۔ حضرت منشی صاحب کے اس قرب اور تعلق کو ظاہر کر رہا ہے جو آپ کو حضور علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ ۲۲ اگست کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت منشی صاحب کے متعلق خطبہ جمعہ میں ذکر کیا اور نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ کیونکہ حضور تدفین کے وقت ڈلہوزی میں تھے اور حضور نے خطبہ جمعہ میں یہ شعر پڑھ کر حضرت منشی صاحب کی سیرت بیان کر دی۔

وَ اٰسَفًا عَلٰی فِرَاقِ قَوْمٍ ۔ هُمُ الْمَصَابِیْحُ وَالْحُصُوْنُ

صلیب سے مسیح کی نجات

[جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب زاد مجدہ کی تازہ ترین تصنیف

'DELIVERANCE FROM THE CROSS.' شائع کردہ لنڈن مسجد

۱۹۷۸ء کا اردو ترجمہ از قلم جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف]

باب اوّل - ولادت یسوع مسیح

یہودیوں نے بنیادی طور پر یسوع مسیح کا انکار کر دیا۔ کیونکہ ان کے گمان میں ان کی ولادت ناجائز تھی۔ قرآن مجید یہودیوں کے اس بہتان کو ان کے بڑے گناہوں میں شمار کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا (نساء: ۱۵۵)

"اور ان کا مریم کے خلاف ایک بڑا بہتان باندھنا"۔

نیز قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ○ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ○

انہوں (یہودیوں) نے کہا۔ اے مریم تو ایک مکروہ اور ناجائز شے لائی ہے۔ تیرا باپ بُرا نہ تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی۔ (مریم: ۲۸ - ۲۹)

اناجیل کا یسوع یسوع مسیح کے بارے میں یہ بیان ہے کہ ایک فرشتہ مریم پر ظاہر ہُوا اور اس نے اسے خوشخبری دی کہ وہ ایک لڑکا جنے گی چنانچہ انجیل لوقا میں ہے کہ

"خدا کی طرف سے جبرائیل فرشتہ گلیل کے ایک شہر جس کا نام ناصرہ تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوچکی ہوئی تھی اُس کنواری کا نام مریم تھا۔ فرشتہ نے مریم کے پاس اندر آکر کہا۔ سلام تجھ پر جس کو

فضل ہوا ہے۔ وہ اس کلام سے گھبرا گئی اور سوچنے لگی کیسا سلام ہے؟ فرشتہ نے اس سے کہا اے مریم! خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا اس کا نام یسوع رکھنا وہ بزرگ ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا۔ وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا اس کی بادشاہت کا آخر نہ ہوگا۔ مریم نے فرشتہ سے کہا یہ کیونکر ہوگا۔ جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی؟ اور فرشتے نے جواب میں اس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اس لئے وہ جو تجھ سے پیدا ہوگا۔ خدا کا بیٹا کہلائے گا۔" (لوقا ۱: ۲۶ - ۳۵)

قرآن مجید اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فرشتہ کی بشارت کے مطابق جو خداوند کے حکم سے مریم کو دی گئی تھی۔ مریم کے ہاں یسوع بلا باپ پیدا ہوا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ .... وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ

"یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا خدا نے تجھے برگزیدہ کیا ہے۔ اور تجھے پاک کیا ہے۔ اور تجھے (تیرے زمانہ) کی تمام عورتوں سے چن لیا ہے۔ اے مریم! خلوص سے اپنے رب کی فرمانبرداری کر اور سجدہ کر اور عبادت کرنے والوں کے ساتھ مل کر اسی کی عبادت کر۔ خدا تعالیٰ اپنے الفاظ سے تجھے ایک بشارت دیتا ہے۔ اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ وہ دنیا اور آخرت میں وجاہت والا ہوگا۔ اور ان لوگوں میں سے ہوگا جو خدا کے مقرب ہیں۔ وہ لوگوں کو بچپن میں بھی ہدایت دے گا۔ اور بڑی عمر کا ہو کر بھی وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ مریم نے کہا میرے لڑکا کیسے ہوگا۔ جبکہ کسی مرد نے مجھے چھوا نہیں۔ خدا نے کہا کہ وہ ایسا ہی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے "ہوجا" تو وہ ہو جاتا ہے۔ وہ اسے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھلائے گا۔ اور اسے بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا"

(آل عمران: ۴۳ تا ۴۸)

قرآن مجید لوقا کے بیان کی تکمیل کرتے ہوئے کہتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ .... فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا

"کتاب کے مطابق مریم کا حال پڑھ جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرقی جگہ میں علیحدہ ہو گئی اور

ان کے سامنے سے پردہ ڈال لیا۔ تب ہم نے اپنا فرشتہ اس کی طرف بھیجا۔ اور وہ اُس کے سامنے کامل آدمی کی صورت میں ظاہر ہوا جسے دیکھ کر وہ پکاری۔ میں تجھ سے الرحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تم خدا سے کوئی ڈرنے والے آدمی ہو۔ فرشتے نے (یقین دلاتے ہوئے) کہا میں تو صرف تیرے خداوند کا پیغامبر ہوں۔ تا کہ میں تجھے ایک مقدس لڑکے کی بشارت دوں۔ اس (مریم) نے حیران ہو کر کہا میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ مجھے کسی مرد نے چھوا نہیں اور میں بدکار بھی نہیں؟ فرشتے نے کہا بات اسی طرح ہے۔ لیکن تیرے رب نے کہا ہے۔ کہ یہ میرے لئے آسان ہے اور تا ہم اسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں۔ سو مریم حاملہ ہو گئی اور اس حمل کے ساتھ وہ دُور کی جگہ چلی گئی۔ درد زہ کا وقت اسے ایک کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ اپنی اس حالت کو دیکھ کر کہنے لگی۔ کاش میں اس سے پہلے مر جاتی۔ اور بھولی بسری ہو جاتی۔ اس کے نیچے سے اسے اس (فرشتہ) نے پکارا غم نہ کر کیونکہ تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ جاری کر رکھا ہے۔ اور کھجور کے تنے کو ہلا تجھ پر پکی ہوئی کھجوریں گرائے گا۔ اس طرح کھا اور پی اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کر (یعنی اطمینان پا) اگر تو کسی بشر کو آتا دیکھے تو کہہ دے میں نے خداوند کے لئے روزہ کی نذر مانی ہوئی ہے اس لئے میں آج کسی سے کلام نہیں کروں گی۔" (مریم : ۱۶ تا ۲۶)

اس طرح جہاں تک صرف یسوع مسیح کی پیدائش کے واقعہ کا تعلق ہے۔ قرآن کریم اور اناجیل دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ یسوع مسیح کی پیدائش ایک مقدس واقعہ ہے جو خدائی حکم سے وقوع میں آیا۔ یہ خدائی فیصلہ دنیا کے لئے رحمت اور برکت کے لئے ہوا تھا اس واقعہ کی تفصیل میں قرآن وانجیل کے کئی فقروں میں جاذب توجہ مشابہتیں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر یہ کہہ کر کہ

"سلام ہو تجھ پر بڑا فضل ہوا ہے" "رب تیرے ساتھ ہے!" تو عورتوں کے درمیان بابرکت ہے اور قرآن تصدیق کرتا ہے کہ فرشتہ نے مریم سے کہا کہ خدا نے تجھے برگزیدہ کیا ہے پاک کیا ہے اور تیرے زمانہ کی تمام عورتوں سے تجھے چن لیا ہے پھر اناجیل کا بیان فرشتے کے خبر دینے پر مریم کا طبعی ردّعمل یہ بیان کرتا ہے کہ مریم نے خبر سننے پر کہا۔ یہ کیسے ہوگا اس لئے کہ میں تو کسی مرد کو نہیں جانتی۔ اور قرآن کا بیان ہے مریم نے کہا۔

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ (مریم ۳)

اے میرے رب میرے لڑکا کیسے ہوگا جبکہ کسی مرد نے مجھے چھوا نہیں۔ اناجیل میں مریم کی اس بات کا جواب یہ مذکور ہے۔ کہ خدا کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں۔ (لوقا ۱: ۳۷) اور قرآن میں جواب کے الفاظ یہ ہیں:۔

قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ کہ بات ایسی ہی ہے۔ لیکن تیرا رب کہتا ہے میرے لئے یہ آسان ہے۔ خدا کا امر ایسا ہی ہے وہ جسے چاہے پیدا کر دیتا ہے۔

اناجیل تصدیق کرتی ہیں کہ اس بچہ کو جس کی پیدائش کی پیشگوئی کی گئی تھی کہ اسے اس کے باپ داؤد کا تخت دیا جائے گا وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک حکومت کرے گا۔ اور قرآن تصدیق کرتا ہے کہ خدا اسے (مسیح کو) کتاب و حکمت اور تورات و انجیل سکھائے گا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے رسول بنا کر بھیجے گا۔ اس طرح اناجیل اور قرآن دونوں کے بیانات حضرت مسیح کا منصب یعقوب کے گھرانے سے متعلق قرار دیتے ہیں۔ گو اناجیل یہ زائد بات بیان کرتی ہیں، کہ وہ خدا کا فرزند کہلائے گا قرآن مجید میں مسیح کی ولادت کے واقعہ کے بیان میں اس بات کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ یہ بات صرف ایک بظاہر اختلاف نظر آتا ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر آپ معلوم کریں گے۔

یہ سچ ہے کہ یسوع کی پیدائش کا طریق غیر معمولی ہے۔ اور اس مفہوم میں معجزہ بھی ہے۔ کہ اس سے مقصود خدائی نشان دکھانا تھا۔ مگر یہ پیدائش مافوق الطبیعات نہیں تھی۔ صرف استثنائی صورت کی حامل تھی۔ مشہور (Gynaecologists) ماہرین جنینیات کے مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ باپ کے بغیر پیدائش ممکن ہے۔ اور موجودہ زمانہ تک ایسے کئی، واقعات درحقیقت وقوع میں آئے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ ولادت کس بات کی علامات تھی، سو واضح ہو کہ بنی اسرائیل خدا کی برگزیدہ قوم تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے انہیں یقین دلایا تھا۔

"سو اب اگر تم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں سے تم ہی میری خاص ملکیت ٹھہرو گے۔ اور تم میرے کاہنوں کی ایک مملکت اور مقدس قوم ہو گے"

(خروج ۱۹: ۴، ۵)

قرآن کریم بھی اس امر کا مصدق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ (البقرہ ۴۸)

اے بنی اسرائیل میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں دی۔ اور میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی۔

نیز فرمایا:۔

یَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ (البقرہ ۴۱)

اے بنی اسرائیل میری نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور اس عہد کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا۔ میں پورا کروں گا وہ عہد جو میں نے تم سے کیا اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

لیکن جب تھوڑے عرصہ کے لئے موسیٰ علیہ السلام ان سے الگ ہوئے تو انہوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ بائبل نے بنی اسرائیل کے گناہوں کی واضح تصویر کھینچی ہے۔ اور ان کے بار بار اس عہد کو توڑنے کا ذکر کیا ہے۔ جو انہوں نے خدا سے کیا تھا۔ اور متعدد مرتبہ ان کے مقام عزت سے گرنے اور ہر دفعہ خدا تعالیٰ کے انہیں معاف کر دینے اور اس بات کی تنبیہہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ کہ وہ سیدھی راہ اختیار کریں۔ اور ان سب نعمتوں کے لئے خدا کے شکر گزار ہوں جو اس نے انہیں دیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے خود انہیں یاد دہانی کرائی کہ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ اَنْجٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ ...... وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (ابراہیم ۷، ۸)

خدا کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی جو تمہیں برا عذاب پہنچاتے تھے وہ تمہارے بیٹوں کو قتل کر دیتے تھے۔ اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اور اس میں تمہارے خدا کی طرف سے سخت آزمائش تھی۔ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے۔ تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میری سزا بھی ضرور سخت ہے (ابراہیم: ۷، ۸)

بنی اسرائیل میں انبیاء کا ایک سلسلہ جاری تھا۔ لیکن وہ لوگ سخت گردن کش تھے اور انہوں نے بار بار

نافرمانی کرکے اپنے آپ کو خدا کے غضب کا مورد بنایا وہ نبیوں کو قتل کرنے کی کوشش کرتے تھے جو ان کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ قرآن میں ان کے بڑے گناہوں میں سے کچھ بیان ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کا نقض عہد۔ سبت کی بے حرمتی۔ خدا کی آیات کا انکار۔ نبیوں کو قتل کرنے کی سازش۔ مریم پر بہتان عظیم لگانے۔ سود لینے۔ لوگوں کے مال کو ناجائز طور سے کھانے کا ذکر آیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (النساء ۱۵۵۔ ۱۶۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے زمانہ میں وہ روحانیت سے ایسے عاری ہو چکے تھے کہ ان میں کوئی ایک فرد بھی ایسا موجود نہ تھا جو خدا کی تقدیر میں حضرت مسیح کے باپ ہونے کی اہلیت رکھتا اس مسیح کی ابوت کی اہلیت جن پہ ایمان لا کر بنی اسرائیل خدا سے صلح کر کے اپنے آپ کو اس کے غضب سے بچا سکتے۔ حضرت مسیح کی بن باپ ولادت کے ذریعہ انہیں تنبیہ کر دیا گیا کہ اگر وہ اس کا انکار کر دیں گے تو خدا تعالےٰ کی بادشاہت ان سے لے لی جائے گی۔ اور اس قوم کو دے دی جائے گی۔ جو اس کا پھل لائے گی۔ (متی ۲۱: ۴۳) اس کا مطلب یہ تھا کہ نبوت بنی اسرائیل کے گھرانے سے ایک دوسرے گھرانے میں منتقل کر دی جائے گی۔

یہ بات انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ ایک عجیب تمثیل کے بیان کے ذریعہ پہنچا دی گئی۔ وہ تمثیل یوں ہے۔

"ایک شخص نے تاکستان لگا کر باغبانوں کو ٹھیکے پر دیا۔ اور ایک بڑی مدت کے لئے پردیس چلا گیا۔ اور پھل کے موسم میں اس نے ایک نوکر باغبانوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ تاکستان کے پھل کا حصہ اسے دیں۔ لیکن باغبانوں نے اس کو پیٹ کر خالی ہاتھ لوٹا دیا پھر اس نے ایک اور نوکر بھیجا۔ انہوں نے اس کو بھی مار پیٹ کر اور بے عزت کر کے خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ پھر اس نے تیسرا بھیجا۔ انہوں نے اس کو بھی زخمی کر کے نکال دیا۔ اس پر تاکستان کے مالک نے کہا کیا کروں؟ میں اپنے پیارے بیٹے کو بھیجوں گا۔ شائد اس کا لحاظ کریں۔ جب باغبانوں نے اسے دیکھا تو آپس میں صلاح کر کے کہا کہ یہی وارث ہے۔ اسے قتل کر دیں۔ کہ میراث ہماری ہو جائے۔ پس اس کو تاکستان سے باہر نکال کر قتل کیا۔ اب تاکستان کا مالک ان کے ساتھ کیا کرے گا۔؟ وہ آکر باغبانوں کو ہلاک کرے گا۔ اور تاکستان اوروں کو دے دے گا۔ انہوں نے یہ سنکر کہا "خدا نہ کرے"۔ اس نے ان

کی طرف دیکھ کر کہا۔ پھر یہ کیا لکھا ہے کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ جو کوئی اس پر گرے گا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔"

(لوقا ۲۰: ۹-۱۶) (متی ۲۱: ۳۲-۴۱) (مرقس ۱۲: ۱-۹)

وہ لوگ جن کے سامنے حضرت مسیح نے یہ تمثیل پیش کی تھی حضرت مسیح کی تنبیہ کا مفہوم سمجھ گئے کہ اگر وہ اس کا انکار کریں گے۔ تو نبوت ملنے کی نعمت ان سے واپس لے لی جائے گی۔ اور کسی اور قوم کو دے دی جائے گی۔ لیکن وہ یقین نہیں کرتے تھے کہ ایسا ہو گا۔ سو ان کا جواب یہ تھا کہ "خدا ایسا نہ کرے۔

لیکن حضرت مسیح نے معاملہ کو یہیں تک نہیں رہنے دیا بلکہ اس نے انہیں یاد دلایا۔

"پھر یہ کیا لکھا ہے کہ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا؟ جو کوئی اس پتھر پر گرے گا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔" (لوقا ۲۰: ۱۷، ۱۸) (متی ۲۱: ۴۲-۴۴) (مرقس ۱۲: ۱۰-۱۱)

اس سے آگے یسوع مسیح کا قول (متی ۲۱: ۴۱تا ۴۸) میں ہے۔

"یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی۔ اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔ جب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اس کی تمثیلیں سنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کہتا ہے۔"

اس طرح حضرت مسیح نے تمثیل کے بیان پر ان کے رد عمل پر انہیں الہامی نوشتہ کی وہ پیشگوئی یاد دلائی۔ کہ نبوت کی عمارت کے کونے کا پتھر (یعنی سب سے بڑا نبی) اسمٰعیل کے خاندان سے مبعوث ہو گا۔ جس خاندان کی بنی اسرائیل تحقیر کرتے رہے ہیں۔ خود یسوع مسیح نے بھی پیشگوئی فرمائی کہ وہ نبی اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔ لیکن بنی اسرائیل نے نہ صرف یسوع مسیح کا انکار کیا بلکہ اسے صلیب پر مارنے کی کوشش کی۔ اس طرح انہوں نے اپنی بدقسمتی پر مہر لگا دی۔ اور نبوت جو انسانوں پر بہت بڑی نعمت ہوتی ہے کا دروازہ ان لوگوں پر بند کر دیا گیا۔ اور اس طرح یسوع مسیح کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔

پس حضرت مسیح کا بن باپ پیدا ہونا خدا کی طرف سے ایک علامت تھا کہ نبوت بنی اسرائیل کے خاندان سے اسمٰعیل کے خاندان میں منتقل ہونے والی ہے۔ (باقی)

جناب شیخ عبد القادر صاحب

یونس نبی کا نشان

انیسویں صدی کے آخر میں مطلعِ عالم پر کسرِ صلیب کا سورج طلوع ہوا۔ کتاب "مسیح ہندوستان میں" منصۂ شہود پر آئی۔ یہ کتاب ایک عظیم الشان انقلاب کی داعی ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا تھا کہ فرستادۂ خدا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک نشان بنایا۔ اور صلیبی موت سے انہیں بچا لیا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس معرکۃ الآراء کتاب کا آغاز یونس نبی کے نشان سے کیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"متی باب ۱۲ آیت ۴۰ میں صاف لکھا ہے کہ جیسا کہ یونس نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ایسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ اب ظاہر ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا اور اگر زیادہ سے زیادہ کچھ ہوا تھا تو صرف بے ہوشی اور غشی تھی۔ اور خدا کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں کہ یونس خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔ اور زندہ نکلا اور آخر قوم نے اس کو قبول کیا۔"

یونس نبی کے اس نشان پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر میں سورہ مریم کی تفسیر کرتے ہوئے ۱۴ صفحات پر مشتمل ایک اچھوتی بحث اور اعلیٰ حدیہ کا استدلال پیش کیا ہے۔ یونس نبی کے نشان کے باب میں یہ وضاحت حرفِ آخر ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں

"پس مسیح کے لئے یہ نشان اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب مسیح قبر میں زندہ جائے، قبر میں زندہ رہے، اور قبر میں سے زندہ نکلے ...... اس کے بعد نشان کا یہ حصہ آئے گا کہ وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تبلیغ کرے جو اس وقت نینوہ کے قریب اور ایران اور افغانستان اور کشمیر میں رہتی تھیں انہیں اپنے مذہب میں داخل کرے۔ اور اس طرح اس مقصد میں کامیاب ہو جو اللہ تعالیٰ نے اس

کے سپرد کیا تھا اگر ایسا ہو جائے تو یوناہ نبی سے مسیح کی مماثلت ثابت ہو جاتی ہے۔ اور وہ معجزہ جس کے دکھانے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا وہ دنیا پر ظاہر ہو جاتا ہے؟

(تفسیر کبیر تفسیر سورۃ مریم ص۱۰)

اس نشانِ صداقت پر پردہ ڈالنے کے لئے پادریوں نے کہا کہ یہاں زور تین دن رات پر ہے یعنی اس بات پر کہ جیسے یونس نبی تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ اسی طرح ابنِ آدم تین دن رات زمین کے اندر رہے گا۔ گویا مماثلت "تین دن رات" میں ہے نہ کہ زندہ رہنے میں۔ اس کا جواب ایک مشہور کیتھولک سکالر کرٹ برنا (قلمی نام جان ریبان) نے اپنی کتاب

INQUEST ON JESUS CHRIST

میں دیا ہے۔ اس کتاب کا باب ۲۱ یونس نبی کے نشان پر مشتمل ہے۔ انہوں نے کفن مسیح کی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ جب مسیح کو اس کپڑے میں لپیٹ کر غار نما قبر میں رکھا گیا۔ تو یونس نبی کی طرح ان کا دل زندہ تھا۔ اور عروقِ بدن کو خون جیتا کر رہا تھا۔ نبض بدستور چل رہی تھی۔ پس نشان اس محیر العقول اور معجزنما امر میں ہے۔ اگر مماثلت محض تین دن رات کی گنتی پورا کرنے میں تھی تو وہ پوری نہ ہوئی۔ کیونکہ انجیل کی رو سے تو حضرت مسیح دو رات اور ایک دن زمین کے بطن میں رہے۔ اب بتائیے مماثلت کیسے اور کس بات میں ہوئی؟ یہی وجہ ہے کہ لوقا نے صرف یونس نبی کے نشان کا ذکر کیا ہے۔ اور تین دن رات کا ذکر چھوڑ دیا ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"اس زمانے کے لوگ برے ہیں وہ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جس طرح یوناہ نینوا کے لوگوں کے لئے نشان ٹھہرا۔ اسی طرح ابنِ آدم بھی اس زمانہ کے لوگوں کے لئے ٹھہرے گا"

(لوقا ۱۱/۲۹-۳۰)

اس متبادل حوالے سے صاف ظاہر ہے کہ مماثلت تین دن رات میں نہیں بلکہ اس نشانِ صداقت میں ہے جو نینوہ کے لوگوں نے دیکھا۔ خدا کا پیغمبر عفریتِ بحر کے پیٹ میں جا کر زندہ و سلامت رہا۔ اور اہلِ نینوہ نے اس عظیم الشان نشان سے فائدہ اٹھایا۔ اور ایمان لے آئے۔

ظاہر ہے کہ زور اس بات پر ہے کہ جس طرح یونس مچھلی کے پیٹ میں جا کر معجزۃً بچ گیا۔ اسی طرح ابنِ آدم (مسیح) قبر میں جا کر زندہ و سلامت واپس آجائے گا اور جس طرح بالآخر یونس کی قوم نے اپنے پیغمبر کو قبول کر لیا۔ اسی طرح بنی اسرائیل کا بڑا حصہ حضرت مسیح پر ایمان لا کر انکے دامن سے وابستہ ہو جائے گا۔

کیٹاکومز (catacombs) اور بعض آباء کلیسا کے حوالوں سے قطع نظر عام طور پر چرچ نے یونس نبی کا نشان فراموش کر دیا۔ اسے یاد نہ رکھا بلکہ یکسر بھلا دیا۔ ہر یادگار کو انہوں نے کھنگالا لیکن یونس نبی کا نشان کہیں نظر نہیں آتا۔

حد یہ ہے کہ دوسری صدی کے عیسائی عالم جسٹن نے متی ۱۲/۴۰ کو کلی نظر انداز کر دیا اور سیاق و سباق سے استدلال پیش کر دیا۔ گویا مچھلی والا نشان ان کے لئے عقدۂ لاینحل تھا چنانچہ ایک عالم اور مفسر انجیل نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا ہے۔

(دیکھیں بائبل کومنٹری ۱۹۶۳ء نوٹ متی ۱۲/۴۰)

اب میں ایک نئے انکشاف کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ چرچ کی تحویل میں متی کی انجیل کے بعض ایسے پرانے نسخے ہیں۔ جن کے حاشیہ پر ایک قدیم انجیل کی عبارات درج ہیں۔ یا اس کے حوالے ہیں اس انجیل کو "جو دائے گون" کہا گیا۔ علماء نے اس انجیل پر تحقیق کی تو انہیں پتہ لگا کہ یہ عبرانی نسل کے عیسائیوں کی انجیل تھی جو شروع میں عبرانی یا آرامی میں تھی بعد میں اس کا یونانی ترجمہ ہوا۔ یونانی نسخہ چونکہ کوہ صیہون کے ایک گرجا میں ملا۔ اس لئے اس کا نام "متی کا نسخہ صیہون" پڑ گیا "جو دائے گون" قرون اولیٰ میں یہودیوں کی زبان کو کہتے تھے جو کہ آرامی تھی۔ بہرکیف نسخہ صیہون کے حوالے ابتدائی عبرانی انجیل کی نشان دہی کرتے ہیں۔ یہ انجیل' انجیل عبرانیہ کی آئینہ دار ہے۔

یونس نبی والے نشان کا ذکر متی ۱۲/۴۰ میں ہے۔ اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ نسخہ صیہون میں تین دن رات کے الفاظ نہیں ہیں۔ اس نسخہ میں گویا یونس نبی کا نشان بایں الفاظ تھا۔

کیونکہ جیسے یوناہ مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم زمین کے اندر رہے گا۔

صاف ظاہر ہے کہ عبرانی انجیل میں تین دن رات کا ذکر ہی سرے سے نہیں تھا۔ یہ الفاظ بطور تشریح بعد میں بڑھائے گئے۔ نسخہ صیہون کے لئے ملاحظہ ہو۔

NEW TESTAMET APOCRYPHA BY

E. HENNECKE VOL I P. 136, 148

یہ امر مسلّم ہے کہ متی نے عبرانی یا آرامی زبان میں اپنی انجیل لکھی تھی۔ بعد میں اسے یونانی میں ڈھال لیا گیا۔ یونانی ترجمہ کے وقت تغیر و تبدل بھی ہوا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اصل عبارت میں "تین دن رات" کا اضافہ ہو گیا۔ اب زور صرف اسی بات پر رہ جاتا ہے کہ جس حالت میں یونس

مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ اسی حالت میں مجھے رہنا ہوگا۔ جس طرح یونس بطن حوت میں زندہ گیا تو شا بہ بموت غشی کے عالم میں زندہ نکل آیا۔ اسی طرح میت کے ساتھ ہوگا۔ یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جو کہ قرونِ اولیٰ کے لوگوں کو دکھایا گیا۔ آج یہ نشان دوبارہ لنڈن کی بین الاقوامی کانفرنس میں پیش کیا گیا۔ برٹش کونسل آف چرچز جس نے مذاکرات کی دعوت دی ہے۔ کیا اس عظیم الشان نشانِ صداقت پر غور کرے گی۔؟

خوش قسمت لوگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اور اپنے دلوں کو ہر آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے۔ کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو ان کا قصد کرے۔ کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت ہیں۔"

(کشتی نوح ص۱۴)

جناب مولوی دین محمد صاحب شاہد ایم۔ اے امیر جماعت و مبلغ انچارج و نائب صدر مجلس انصار اللہ جزائر فجی

ایک عظیم روحانی فجر کا طلوع

[یہ تقریر ریڈیو فجی سے مورخہ ۵ رجولائی ۱۹۷۸ء کو قومی ترانہ کے بعد طلوع آفتاب سے چالیس منٹ قبل نشر کی گئی۔]

رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا. رَبَّنَا
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا
وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا
تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح سویرے اٹھنے پر ہمیں یہ پیاری دعا سکھائی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْر۔ اس کے بعد سب سے پہلے میں اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور شکر بجا لاتا ہوں۔ کہ اس نے اپنے فضل سے ایک لمبی اور تاریک رات کے بعد ہماری زندگیوں میں آج کی یہ صبح عطا کی ہے۔

اس کے بعد سامعین کرام کی خدمت میں یہ بات عرض کرتا ہوں کہ عالم ظاہر کی طرح روحانی عالم بھی ہے اور ظاہری فجر کی طرح ایک روحانی فجر بھی ہوتی ہے۔ روحانی فجر خدا تعالےٰ کے انبیأ اور رسولوں کی بعثت سے ہر زمانہ ہر قوم اور ہر علاقہ میں ہوتی رہی ہے۔ کہتے ہیں ایک لاکھ ۲۴ ہزار نبی اور رسول دنیا کی اصلاح اور ہدایت کے لئے تشریف لائے۔ ہر نبی کے ذریعہ روحانی فجر ہوتی رہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت رام چندر جی مہاراج، حضرت کرشن جی مہاراج حضرت موسےٰ علیہ السلام، حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور آخر میں خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سب سے بڑی عظیم نورانی اور روحانی فجر اس دنیا پر طلوع ہوئی۔

سید الانبیاء، حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اسلام کی ترقی کی تین صدیوں کے بعد ایک ہزار سال تک فیج اعوج کا زمانہ بھی آیا جو روحانی لحاظ سے ایک لمبی اور تاریک رات تھی۔ اس

لمبی اور تاریک رات کے بعد بزرگانِ سلف اور کتبِ مقدسہ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے ایک عظیم روحانی فجر عطا کی ہے۔ یہ عظیم روحانی فجر خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والے عظیم مامور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے ہوئی ہے۔ جس نے اگر ہمیں قرآن کریم کی آیات وَ اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ اور وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ کے مطابق یہ پیاری تعلیم دی ہے کہ حضرت کرشن جی مہاراج اور حضرت رام چندر جی مہاراج بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے پاک اور سچے بزرگ تھے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام کے ذریعہ اس عظیم روحانی فجر کے طلوع ہونے پر ہم نے زندہ خدا کی زندہ تجلیات اور لاکھوں نشانات کو دیکھا ہے۔ جن سے ہمارے دلوں میں زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا ہوا ہے۔ اور ہمارے دلوں میں تا قیامت روحانی فیض رسانی کے لحاظ سے زندہ نبی اور زندہ رسول پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کے سردار اور زندہ کتاب قرآن کریم پر زندہ ایمان اور عرفان حاصل ہوا ہے۔ اور اسی زندہ ایمان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک کروڑ سے زائد ہم احمدی مسلمان ایک ہی امام اور ایک ہی خلیفہ کے ہاتھ پر جمع ہو کر دنیا کے تمام ممالک میں اسلام کے عالمی انقلاب کے قیام کے لئے صحابہ کرام کی طرح غیر معمولی طور پر جان، مال وقت اور عزت کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قبول فرما کر اپنے فضل سے ان کے نہایت خوشکن اور ایمان افروز نتائج ظاہر فرما رہا ہے۔

ہم احمدی مسلمان سب کے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں اور سب کے لئے دعائیں کرنے والے ہیں کہ اللہ رحم ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اور ہم سب کی کمزوریوں پر پردہ ڈال دے۔ اور ہمیں ایسی حالت میں اس جہاں سے اٹھائے کہ ہم نیک اور پاک ہوں اور ہمیں اللہ تعالیٰ دینی اور دنیاوی ترقیات عطا فرمائے۔ جن کے ملنے کا اس نے اپنے تمام نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ وعدہ دیا ہے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل اور رسوا نہ کرے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

"چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔"

(کشتی نوح ص۲۷)

جناب آخوند فیاض احمد صاحب لاہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ إِسْرَآءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ
إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا
بِرَسُولٍ يَّأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ أَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى إِلَى الْإِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظّٰلِمِينَ ۝ يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ
مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (الصف ع۱)

یعنی جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری
طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ جو کلام میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات،
اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں۔ اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے
بعد آئے گا۔ جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آگیا، تو انہوں نے
کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ
باندھے۔ حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا
وہ چاہتا ہے کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا
کرکے چھوڑے گا۔ خواہ کافر لوگ کتنا ہی ناپسند کریں۔ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے
رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب
کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

سورۃ الصف کی مذکورہ بالا آیات میں عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بلاواسطہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک بروز کی بالواسطہ خبر دی گئی ہے چنانچہ

تمام جدید مفسرین قرآن نے تسلیم کیا ہے کہ پیشگوئی

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

یعنی اسلام کے تمام ادیان وغیرہ پر مکمل غلبہ کا ظہور روئے زمین پر الامام المہدی اور المسیح الموعود کے زمانہ میں ہی مقدر ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ابن جریر جلد ۲۸ "منصب امامت" از مولانا اسمٰعیل صاحب شہید نیز بحار الانوار جلد ۱۳ وغیرہ)

قرآن مجید میں سورۃ الصف سے اگلی سورۃ الجمعہ میں واضح طور پر آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کی بعثت کی خبر دی گئی ہے۔ فرمایا:۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَاٰخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (الجمعۃ ع ۱)

یعنی آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔ اس اللہ کی جو بادشاہ بھی ہے اور پاک بھی ہے۔ اور غالب اور حکمت والا ہے۔ وہی خدا ہے جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو ان کو خدا کے نشان اور احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے۔ اور انکو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے نہیں ملی۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آخرین کون ہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:۔

لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ

(صحیح بخاری)

یعنی اس آخری زمانہ میں اگر ایمان ثریا تک بھی چلا گیا ہوگا تو اہلِ فارس میں

سے ایک مردِ خدا اسے واپس لے آئے گا۔

پس آخرین سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے الامام المہدی اور المسیح الموعود (جو فارسی الاصل ہوگا) کی جماعت کو قرار دیا ہے۔

چونکہ سورۃ الجمعہ میں آخرین کی جماعت کو بروزی رنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت ہی قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز یا المسیح الموعود والمہدی المعہود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد یا ان کے کارنامے بھی ان ہی چار عنوانوں کے ماتحت ہوں گے۔ جو سورۃ الجمعہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان ہوئے ہیں یعنی

(۱) يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ (۲) وَيُزَكِّيْهِمْ (۳) وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ (۴) وَالْحِكْمَةَ

سورۃ الجمعہ کی ابتدائی آیات میں اللہ جل شانہ کی جو چار صفات بیان ہوئی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چار مقاصد بھی بالترتیب انہی الٰہی صفات کے ماتحت ان آیات میں بیان ہوئے ہیں یعنی

۱۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تمام جہانوں کے بادشاہ خدا تعالیٰ کے نشانات و احکام کی منادی دنیا میں کی جائے گی۔

۲۔ تمام عیوب سے پاک اور تمام خوبیوں کے مالک قدوس خدا کے قرب کے حصول کے لئے اس کے بندوں کو روحانی و اخلاقی پاکیزگی کا درس دیا جائے گا۔

۳۔ قرآن مجید جو آئندہ تمام دنیا میں غلبۂ اسلام کی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ ہر ایک امر پر قادر اور غالب خدا کے اذن سے یہ کتاب مومنوں کو سکھائی اور پڑھائی جائے گی۔

۴۔ حکیم خدا کے پاک کلام کی حکمتوں اور باریک امور کی تعلیم مومنوں کی جماعت کو دی جائے گی۔

نیز آخرین منھم کے متعلق پیشگوئی والی آیت میں پھر الٰہی صفات العزیز الحکیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ پس یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ آخرین منھم والی آیت میں مسیح موعود کے زمانہ میں پیشگوئی کے مقاصد بھی وہی ہیں جو اس سے پہلی آیت میں مسیح موعود کے آقا اور مطاع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان ہوئے ہیں۔

دیہ بیان کر دینا ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا کہ جہاں سورۃ الجمعہ میں آخرین منھم والی آیت میں الٰہی صفات العزیز الحکیم کا ذکر ہے [illegible]

لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کی پیشگوئی ہے، انہی صفات العزیز الحکیم سے شروع ہوتی ہے۔ (سبحان اللہ تعالیٰ)

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام، قرآن مجید اور احادیث نبوی میں بیان فرمودہ پیشگوئیوں کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت عالی سیدنا و مولانا صلے اللہ علیہ وسلم بطور پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ اس امت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں وہ یہودیوں سے سخت درجہ مشابہت پیدا کرلے گی . . . . تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا۔ اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہ اسے اس جگہ سے بھی پالیتا۔ یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جس کی حقیقت الہام الٰہی نے اس عاجز پر کھول دی۔ اور تصریح سے اس کی کیفیت ظاہر کردی۔ اور مجھ پر خدا تعالےٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ کھول دیا۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا۔ جو حضرت موسےٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا . . . .

پس جبکہ اس امت کو بھی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عہد پر ۱۴۰۰ برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات ان میں بھی بکثرت پیدا ہوگئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو ان کے حق میں کی گئی تھی۔ پس خدا تعالےٰ نے ان کے لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا۔" (رسالہ فتح اسلام)

اب یہ عاجز سورۃ الجمعہ کی آیت مبارکہ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان کارناموں کا مختصر تذکرہ کرے گا۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ

حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہوجاتی ہے اور انتشار روحانیت اور نورانیت ہوکر نیک

استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشارِ روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد دل پر نازل ہوتی ہے۔ اور یہ ایک عام قانون اور سنت الٰہی ہے جو ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی راہ نمائی سے معلوم ہوا۔ اور ذاتی تجارب نے اس کا مشاہدہ کرایا ہے۔ مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھ کر خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشارِ روحانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا۔ اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔ اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتو ہوگا"

(کتاب ضرورۃ الامام)

حضور ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں اس جگہ کچھ گزشتہ قصوں کو بیان نہیں کرتا۔ بلکہ میں وہی باتیں کرتا ہوں جن کا مجھے ذاتی علم ہے۔ میں نے قرآن شریف میں ایک زبردست طاقت پائی ہے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں۔ اور وہ یہ کہ سچا پیرو اس کا مقاماتِ ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔ خدا اس کو نہ صرف اپنے قول سے مشرف کرتا ہے۔ بلکہ اپنے فعل سے اس کو دکھلاتا ہے کہ میں وہی خدا ہوں جس نے آسمان و زمین پیدا کیا۔ تب اس کا ایمان بلندی میں دور دور کے ستاروں سے بھی آگے گزر جاتا ہے۔ چنانچہ میں اس امر میں صاحب مشاہدہ ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک لاکھ سے بھی زیادہ میرے ہاتھ پر اس نے نشان دکھلائے ہیں سو اگرچہ میں دنیا کے تمام نبیوں کا ادب کرتا ہوں اور ان کی کتابوں کا بھی ادب کرتا ہوں۔ مگر زندہ دین صرف اسلام کو ہی مانتا ہوں کیونکہ اس کے ذریعہ سے میرے پر خدا ظاہر ہوا۔ جس شخص کو میرے اس بیان میں شک ہو، اس کو چاہیئے کہ ان باتوں کی تحقیق کے لئے کم سے کم دو ماہ کے لئے میرے پاس آجائے۔ میں اس کے تمام اخراجات کا جو اس کے لئے کافی ہو سکتے

ہیں اس مدت تک مشکل رہوں گا۔ میرے نزدیک مذہب وہی ہے جو زندہ مذہب ہو۔ اور زندہ اور تازہ قدرتوں کے نظارہ سے خدا کو دکھلا دے۔ ورنہ صرف دعوئے صحتِ مذہب ہیچ اور بلا دلیل ہے"

(مضمون جلسۂ لاہور منسلکہ کتاب چشمۂ معرفت)

دنیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی صداقت کے دوبارہ اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کو جو ایک لاکھ سے زائد نشان عطا فرمائے۔ ان میں سے اس مضمون میں اس عاجز نے دو عظیم الشان نشانوں کا انتخاب کیا ہے۔ جو یہ ہیں :-

ایک عظیم الشان انذاری نشان ۔ پیشگوئی دربارہ لیکھرام

حضور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں تحریر فرماتے ہیں :-

"واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ۔۔۔۔۔۔ اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی۔ کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضاو قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی۔ تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا

عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے۔ جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔ اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا۔ کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید

میں مبتلا ہو جائے گا سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا، خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسی ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔ اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔

واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے۔ اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ بایں ہمہ شوخی و خیرگی، یہ شخص سخت جاہل ہے۔ عربی سے ذرا مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں۔ اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اس مطلب کے لئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا۔ اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کے لئے بھی نشان ہے۔ کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور ان کے دل نرم ہوتے۔ اب میں اسی خدائے عزّ و جلّ کے نام پر ختم کرتا ہوں۔ جس کے نام سے شروع کیا تھا۔ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد المصطفیٰ افضل الرسل و خیر الوریٰ سیدنا و سید کل ما فی الارض والسماء۔"

(مشمولہ کتاب "آئینہ کمالات اسلام")

اس عظیم الشان نشان آسمانی کے ظہور میں آجانے کے بعد حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ منجملہ ہیبت ناک اور عظیم الشان نشانوں کے پنڈت لیکھرام کی موت کا نشان ہے جس کی بنیادی پیشگوئی کا سرچشمہ میری کتابیں برکات الدعا اور کرامات الصادقین اور آئینہ کمالات اسلام ہیں، جن میں قبل از وقوع خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام قتل کے ذریعہ سے چھ سال کے اندر اس دنیا سے کوچ کر جائے گا۔ اور اس کے قتل کئے جانے

کا دن عید سے دوسرا دن ہوگا یعنی شنبہ کا دن۔ اور یہ اس لئے مقرر کیا گیا کہ تا عید کا دن جو جمعہ تھا اس بات پر دلالت کرے کہ جس دن مسلمانوں کے گھر میں دو عیدیں ہوں گی۔ اس سے دوسرے دن آریوں کے گھر میں دو ماتم ہوں گے۔ اور یہ پیشگوئی نہ صرف میری کتابوں میں درج ہے۔ بلکہ لیکھرام نے خود بھی اپنی کتاب میں نقل کر کے اپنی قوم میں اس پیشگوئی کی قبل از وقوع شہرت دے دی تھی۔ اور اس پیشگوئی کے مقابل پر اس نے اپنی کتاب میں میری نسبت یہ لکھا کہ میرے پرمیشر نے مجھے یہ الہام کیا ہے کہ یہ شخص (یعنی یہ خاکسار) تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائے گا کیونکہ کذاب ہے ۔۔۔۔

میں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ لیکھرام گوسالہ سامری کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ جیسا کہ گوسالہ سامری شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا یہی حال لیکھرام کا ہوگا۔ اور یہ اس کے قتل کی طرف اشارہ تھا چنانچہ شنبہ کے دن قتل کیا گیا۔ اور ان دونوں شنبہ سے پہلے جمعہ کے دن مسلمانوں کی عید ہوئی تھی۔ ایسا ہی گوسالہ سامری بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور وہ یہود کی عید کا دن اور گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا تھا ایسا ہی لیکھرام بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنیکے بعد جلایا گیا کیونکہ اول قاتل نے اس کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور پھر ڈاکٹر نے اس کے زخم کو زیادہ کھولا اور بالآخر جلایا گیا۔ اور پھر گوسالہ سامری کی طرح اس کی ہڈیاں دریا میں ڈالی گئیں۔ اور خدا تعالیٰ نے گوسالہ سامری سے اس لئے اس کو تشبیہ دی کہ وہ گوسالہ محض بے جان تھا۔ اور اس زمانہ کے ان کھلونوں کی طرح تھا جن کی کل دبانے سے آواز نکلتی ہے۔ اسی طرح اس گوسالہ میں سے ایک آواز نکلتی تھی۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل لیکھرام بے جان تھا۔ اور اس میں روحانی زندگی نہیں آئی تھی۔ اور اس کی آواز محض گوسالہ سامری کی طرح تھی اور سچا علم اور سچا گیان اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور سچی محبت اس کو نصیب نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔ اس لئے اس کا گوسالہ سامری کی طرح انجام ہوا۔"

(کتاب حقیقۃ الوحی)

نیز اس ہیبت ناک اور عظیم الشان نشان کے مقصد کا اظہار حضور ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

"اس جگہ ایک ضروری بات جو یاد رکھنے کے لائق ہے اور جو ہماری اس کتاب کی روح اور علت غائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ یعنی اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ آریہ مذہب بالکل باطل اور وید خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں۔ اور ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالےٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے۔ اور یہی بار بار لکھا گیا تھا اور اسی مقصد کے پورا کرنے کے لئے دعائیں کی گئی تھیں۔ سو اس پیشگوئی کو نری ایک پیشگوئی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے۔" (کتاب سراج منیر) (باقی)

قانون دو ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قانون دو ہیں ایک وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ محض اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور ان کی اطاعت محض فطرت روشن کا ایک خاصہ ہے۔ وہ گناہ نہیں کر سکتے۔ مگر نیکی میں ترقی بھی نہیں کر سکتے۔ دوسرا قانون وہ ہے جو انسانوں کے متعلق ہے۔ یعنی یہ کہ انسانوں کی فطرت میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ گناہ کر سکتے ہیں مگر نیکی میں ترقی بھی کر سکتے ہیں۔ یہ دونوں فطرتی قانون غیر متبدل ہیں۔"

(کشتی نوح صفحہ ۶۹)

جناب عبدالرحمٰن صاحب شاکر

مُباحثہ مُدّ اور رسالہ اعجاز احمدی

موضع مُدّ ضلع امرتسر کا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ وہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی میاں محمد یوسف صاحب ہوئے ہیں۔ چونکہ ان کے والد پشاور کی طرف تحصیلدار تھے۔ لہٰذا عرصہ سے ان کا دوسرا وطن مردان ہی تھا۔ وہاں پر میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس تھے اور شہر میں اچھے صاحبِ رسوخ تھے۔ یہ تین بھائی تھے۔ دوسرے کا نام اب یاد نہیں۔ تیسرے کا نام محمد یعقوب تھا۔ تینوں احمدی تھے۔

اس گاؤں کے اکثر لوگ مذہبی بات چیت کرتے رہتے اور حضرت اقدس کی پیشگوئیوں کو سامنے رکھ کر مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میاں محمد یوسف صاحب لاہور سے اپنے وطن "مُدّ" کو جا رہے تھے تو ان کے ایک غیر احمدی دوست احمد علی صاحب بھی ہمراہ تھے۔ باتوں باتوں میں احمد علی صاحب نے تجویز کیا کہ کیوں نہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کا تبادلہ خیال ہو جائے اور لوگ خود ہی سمجھ لیں گے۔ کہ حق کس طرف ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو لائیں گے۔ اور بات طے ہو گئی

میاں محمد یوسف صاحب قادیان گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سلسلہ کے کسی عالم کو بھجوایا جائے۔ حضور نے میاں صاحب کو سمجھایا کہ ایسے مناظروں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ مگر میاں صاحب نے اصرار کیا کہ کسی موزوں آدمی کو بھجوائیں۔ لہٰذا حضور نے مولانا سرور شاہ صاحب کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور اپنے ہمراہ مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کو بھی لے جائیں۔ اس پر میاں صاحب اس وقت تک حضور کی تمام شائع شدہ تصنیفات لے کر اپنے گاؤں چلے گئے۔

یہ مباحثہ موضع مُدّ کے ایک بڑے درخت کے نیچے مورخہ ۲۹-۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا۔ سامعین کے لئے چٹائیاں بچھادی گئیں تھیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے صرف تین اصحاب اور غیر احمدی اصحاب تقریباً ۳۰۰ موجود تھے۔

دوپہر کے کھانے کے وقت میں میاں صاحب کے مکان سے ملحق باغ میں جناب مولوی سرور شاہ صاحب

بیٹھے تھے کہ اس گاؤں کا ایک شریف طبع لوہار وہاں آیا اور کہنے لگا کہ میں ان مولویوں کی باتیں سنکر آیا ہوں میرا اندازہ ہے اب نماز کے بعد مناظرہ نہیں بلکہ فساد ہوگا۔ مولانا سرور شاہ صاحب نے فوراً ہاتھ اٹھاکر بارگاہِ رب العزت میں دُعا کی۔ خیر دو دن مباحثہ جاری رہا۔ حضرت مولوی صاحب واپس قادیان پہنچے تو حضور نے شام کی مجلس میں تمام حالات تفصیل سے سنے۔ اور پھر دس بارہ دن تک ہر مجلس میں یہ مباحثہ زیر بحث آتا رہا۔

مورخہ ۷ ر نومبر ۱۹۰۲ء کو حضور بٹالہ تشریف لے گئے۔ تو کچہری میں میاں محمد یوسف بھی آئے ہوئے تھے۔ ان کو دیکھ کر حضور نے فرمایا:۔

"آپ ایک دینی جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے گا۔ میں نے ایڈیٹر الحکم کو حکم دے دیا ہے کہ وہ سارا مباحثہ چھاپ دیں۔ جو زائد کاپیاں آپ کو مطلوب ہوں ان سے لے لیں۔ زائد اخراجات آپ کو برداشت نہیں کرنے پڑیں گے اور ثواب بھی ہو گیا۔ آپ دیکھتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلدی اس سلسلہ کو پھیلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس سلسلہ کو دنیا میں پھیلائے۔"

(اخبار الحکم ۱۰ ر نومبر ۱۹۰۲ء)

مباحثہ مُدّ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے تین باتیں خاص طور پر کہی تھیں۔

۱۔ مرزا صاحب کی تمام پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔

۲۔ وہ مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

۳۔ رسالہ اعجاز المسیح کوئی معجزہ نہیں ہے۔ میں اگر چاہوں تو ایسی کتاب لکھ سکتا ہوں۔

حضور علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی زائد اور خارج از موضوع باتوں کو چھوڑ کر انہی تینوں باتوں کا جواب دینے کے لئے رسالہ اعجاز احمدی لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے اس کو ۸ ر نومبر ۱۹۰۲ء سے شروع کرکے ۱۲ ر نومبر تک ختم کر لیا کل ۷۰ صفحات ہیں ۲۸ صفحے اردو کے اور باقی ۲۹ صفحے ایک فصیح و بلیغ عربی نظم ہے جس کے کل ۵۳۳ اشعار ہیں۔ نیچے ہر شعر کا اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے اس نظم کی مثل لانے کے لئے حضور نے (۱) مولوی ثناء اللہ صاحب (۲) پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (۳) مولوی اصغر علی روحی صاحب پروفیسر عربی اسلامیہ کالج لاہور (۴) شیعہ مجتہد مولوی علی حائری صاحب (۵) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور (۶) قاضی ظفر الدین صاحب پروفیسر عربی فارسی اورینٹل کالج لاہور (جو عربی رسالہ نسیم الصبا کے ایڈیٹر بھی تھے۔) کو خاص طور پر مخاطب کیا۔ اور ساتھ ہی دس ہزار روپے کا

انعام بھی رکھا کہ جو صاحب جواب لکھیں گے ان کو دیا جائے گا۔ جواب دینے کے لئے حضور نے ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء آخری حد مقرر فرمائی۔

کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ سلطان القلم کے مقابلہ میں آتا۔ ہاں قاضی ظفر الدین صاحب نے چند اشعار لکھے ہی تھے کہ طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ یہ چیلنج آج بھی خدا کے فضل سے قائم ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

حضور کو اپنے حق پر ہونے کا اس قدر یقین تھا کہ حضور نے تحریر فرمایا

"اگر میعاد مقررہ کے اندر مخالفوں کی طرف سے اس کا جواب بطلوبہ شائع ہو گیا تو میں نیست و نابود ہو گیا اور جماعت کو چاہیئے کہ مجھے چھوڑ دے۔"

حضور نے مولوی ثناء اللہ صاحب پر حجت تمام کرنے کے لئے ۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء کو مولانا سرور شاہ صاحب کو امرتسر بھجوایا کہ وہ رسالہ اعجاز احمدی دے آئیں۔ دیگر تمام احباب کو بھی بذریعہ رجسٹری کتب بھجوا دی گئیں۔ اشتہار انعامی دس ہزار روپے میں حضور نے یہ بھی لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب چاہیں تو قادیان آ کر میری ہر ایک پیشگوئی کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ آنے جانے کے اخراجات میں ادا کروں گا۔

چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب بغیر کسی اطلاع کے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو یکایک قادیان پہنچ کر آریوں کے مندر میں ٹھہرے جو حضرت اقدس کی مخالفت کا اڈہ تھا۔ ظاہر ہے کہ تحقیق حق کے لئے یہ رویہ قطعاً مناسب نہ تھا۔ اور آتے ہی ایک رقعہ بغیر سلام مسنون کے لکھا۔ دراصل مولوی صاحب کو یاد تھا کہ انجام آتھم میں حضور لکھ چکے ہیں کہ آئندہ وہ مباحثات سے مجتنب رہیں گے جو طریق اب مولوی صاحب اپنانا چاہتے تھے۔ وہ لازماً مناظرہ ہو جاتا۔ نیز مولوی صاحب قادیان اس وقت آئے جب حضور مولوی کرم دین کے مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم جانے کے لئے تیاری کر رہے تھے یعنی ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو جہلم حاضری تھی۔

تاہم حضور نے ۱۱ جنوری کو مولوی صاحب کے رقعہ کا جواب لکھا کہ چونکہ میں قسم کھا کر انجام آتھم میں لکھ چکا ہوں کہ گروہ مخالفین سے آئندہ مباحثات نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن اب بھی اگر کوئی طالب حق بن کر آئے۔ اور شبہات دور کرانا چاہے تو تیار ہوں۔ یہ چیز مولوی صاحب کے ذہن میں ہرگز نہ تھی۔ لہذا مولوی ثناء اللہ صاحب خود ہی واپس امرتسر چلے گئے۔

ایک دفعہ میاں محمد یوسف صاحب قادیان میں اپنے داماد حاجی محمد اسمٰعیل صاحب سٹیشن ماسٹر دارالبرکات کے ہاں مقیم تھے۔ میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ مباحثہ مدّ کے متعلق بہت کچھ چرچا ہوا ہے کوئی نئی بات سنائیں۔ فرمانے لگے کہ وہاں کی مسجد میں نے اپنے خرچ سے بنوائی تھی اس مسجد کے صحن میں چیونٹوں نے ایک بڑا سا بل بنا لیا۔ اس پر کچھ لوگ مذاق کرنے لگے کہ دیکھ لو یہ بربادی کا نشان ہوتا ہے۔ میں نے بہت دوائیں چھڑکائیں مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ ایک دن تنگ آکر میں نے بہت دعا کی۔ اور دعا کے بعد ان چیونٹوں سے مخاطب ہو کر بلند آواز سے کہا۔ کہ دیکھو یہ مسجد مسیح موعودؑ اور ان کے مریدوں کی ہے۔ تم یہاں سے نکل جاؤ۔

اللہ تعالےٰ کی حکمت کہ تین دن میں وہ چیونٹے وہاں سے بالکل غائب ہوگئے۔ پھر میں غیر از لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ دیکھ لو ایک ہی فقرے سے کام بن گیا ہے۔

مباحثے کے بعد مدّ میں طاعون سے تقریباً نصف آبادی ہلاک ہوگئی تو وہاں کی مستورات یہ کہا کرتی تھیں۔ کہ بعض لوگوں نے خواہ مخواہ مرزا صاحب سے مخالفت کر کے یہ مصیبت کھڑی کی ہے۔

نوٹ ؎ ۔ مجھے اب تک یاد ہے کہ ۱۹۲۲ء میں جب قادیان کے غیر احمدیوں نے جلسہ کیا جو ڈاکٹر گوربخش سنگھ کی دوکان کے پیچھے سکھوں کے احاطہ میں ہوا تھا تو مولوی ثناء اللہ دوبارہ قادیان میں آئے اور جلسہ میں اعلان کیا کہ مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت اس طرح مل سکتا ہے کہ انکی قبر اکھیڑ کر دیکھ لیا جائے اگر تو نعش صحیح سالم ہوئی تو سچے ہوں گے اور اگر نعش خراب ہوگئی ہو تو جھوٹے۔ حضرت قاضی امیر حسین صاحب (جو مولوی ثناء اللہ کے استاد بھی تھے) نے اپنے بعض شاگردوں سے کہا کہ مجھے ان کے پاس لے چلو۔ قاضی صاحب بہت ضعیف تھے۔ شاگرد سہارا دیکر مولوی صاحب موصوف کی قیام گاہ پر لے گئے۔ قاضی صاحب کی آمد کی خبر سنکر وہ دروازے پر آگئے۔ قاضی صاحب نے پنجابی میں کہا۔ اوئے ثناء اللہ تینوں شرم نہیں۔ کس نوں گالاں کڈھدا ایں۔ میں تیرا استاد آں۔ میں وی مرزا نوں من لیا اے۔ پر تو مخالفت وچ وَدھدا جاندا ایں۔

اور مولوی ثناء اللہ اس وقت استاد کے سامنے دم بخود خاموش نگاہیں نیچی کئے کھڑے رہے۔ اور ایک لفظ نہ بولے۔ حتیٰ کہ قاضی صاحب خود ہی واپس چلے گئے۔ میں پاس کھڑا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔

مجلس انصار اللہ کراچی کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ

مجلس انصار اللہ کراچی نے کچھ عرصہ سے ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کر رکھا ہے۔ جس میں حاضر دوستوں کو تبادلۂ خیالات کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ جس میں مختلف مذاہب کے بارے میں معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں مورخہ ۲۷ جولائی بروز جمعرات کو منعقد ہونے والے مذاکرہ میں مکرم نعیم احمد خان صاحب ناظم ضلع انصار اللہ کی طرف سے عیسائیوں کے ایک فرقہ یہوہ وٹنسز Jehovah's Witnesses کے دو پادریوں کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ تاکہ وہ حاضرین کو اپنے فرقہ سے متعلق معلومات بہم پہنچائیں۔ اور ان کے سوالات کے جوابات دیں۔

اس کی وجہ یہ بنی کہ ایک پادری مسٹر بیری صاحب اور ان کی اہلیہ مکرم نعیم احمد خان صاحب کے گھر تبلیغ کے لئے گئے۔ وہاں تبادلۂ خیالات کے بعد پادری صاحب سے کہا کہ آپ ہمارے ہال میں تشریف لائیں اور اجتماعی رنگ میں ہمارے دوستوں کو خطاب کریں۔ پادری صاحب نے اس وقت ہاں کر دی چنانچہ مورخہ ۲۷ جولائی بروز جمعرات بوقت ساڑھے چار بجے شام انہوں نے آنے کا وعدہ کیا اور ٹرانسپورٹ کا انتظام مکرم نعیم احمد خان صاحب نے اپنے ذمہ لے لیا۔

پروگرام طے ہونے کے بعد جملہ حلقہ جات کراچی میں اعلان کر دیا گیا کہ دوست کثرت سے اس مجلس مذاکرہ میں شریک ہوں۔ اتفاقاً یہ وہی پادری صاحب تھے۔ جن سے گذشتہ دنوں تین یوم تک خاکسار مولوی محمد صادق صاحب اور دوسرے مبلغین کی بحث ہو چکی تھی۔ پہلے انہوں نے ہم سے اسلام کے بارہ میں سوالات کئے۔ جن کے جوابات دیئے گئے۔ پھر ہم نے ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات اور ان کے ابن اللہ ہونے کے بارے میں گفتگو کی۔ جس میں انکو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی تھی۔ مجھے اور مکرم نعیم احمد خان صاحب کو تسلی نہیں تھی کہ وہ اس مذاکرہ میں آئیں گے۔ اس لئے ہم نے ایک متبادل پروگرام بھی مرتب کر لیا تھا۔

چنانچہ ۲۷ جولائی کو جب مکرم ناظم صاحب ضلع پادری صاحب کو لینے کے لئے ان کے گھر گئے تو وہ دروازہ میں ایک بنیان اور نکر میں نمودار ہوئے اور کہنے لگے کہ میں صرف یہ معذرت کرنے آیا ہوں کہ ہم آپ کی میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکتے۔ ادھر میری طرف سے وہاں حاضر دوستوں سے معافی

کی درخواست کردیں۔ مکرم نعیم احمد خان صاحب نے کہا کہ اس معذرت کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ آپ اب ہمیں موقعہ دیں کہ آپ کی میٹنگ میں حاضر ہوکر اپنے خیالات کا اظہار کریں اور آپ کے دوست ہمارے مقررین سے اسلام کے بارے میں جو معلومات چاہیں دریافت کریں۔ وہ ان کے جوابات دیں گے۔ مگر ہماری اس پیشکش کو بھی انہوں نے یہ کہہ کر ٹھکرادیا۔ میں ایسا وعدہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔

ہم ان کے اس جواب سے سخت حیران ہوئے۔ اور واپس احمدیہ ہال آکر احباب کو پادریوں کی معذرت سے آگاہ کیا۔ اور پھر متبادل پروگرام زیر صدارت مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کراچی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی عبدالسلام صاحب طاہر مربی کراچی نے کی۔ اور مکرم کمانڈر خالد شمیم صاحب نے لوقا کی انجیل سے بعض وہ پیراگراف پڑھ کر سنائے جن سے مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات ثابت ہوتی تھی۔

بعدازاں مکرم مولوی محمد عثمان صاحب چینی نے بائبل کی رو سے ابن اللہ کی حقیقت واضح کی جس کے بعد خاکسار نے حاضرین سے خطاب کیا۔ اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت بیان کی اور پھر یہوہ وٹنسز فرقہ کی مختصر تاریخ اور ان کے عقائد پر روشنی ڈالی۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کے دلائل پیش کئے۔

اس مختصر تقریر کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ حاضرین نے مختلف قسم کے سوالات کئے۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے، ملائکہ کی ضرورت وحقیقت اور دیگر اہم مسائل دریافت کئے گئے۔ جن کے خاکسار اور مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب کی طرف سے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔

یہ امر باعثِ مسرت تھا کہ حاضرین میں ایک خاصی تعداد غیر از جماعت دوستوں کی تھی۔ جنہوں نے سوالات میں نہایت ذوق وشوق سے حصہ لیا۔ اور اس معلوماتی پروگرام کو بہت ہی پسند کیا۔ اور اس امر کا اظہار کیا کہ انہیں پہلی بار ایسے مسائل میں صحیح اسلامی تعلیمات کو سننے کا موقعہ ملا ہے۔

دعا پر یہ مجلس مذاکرہ اختتام پذیر ہوئی اور بعد میں حاضرین کی چلئے وغیرہ سے تواضع کی گئی اس عرصہ میں بھی دوستوں سے تبادلہ خیالات جاری رہا۔ اور ان کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ یہ معلوماتی پروگرام اپنے اثرات کے لحاظ سے خدا کے فضل سے نہایت مفید رہا۔ اور یہ سلسلہ مغرب کی نماز تک جاری رہا۔ الحمد للہ

خاکسار۔ محمد صدیق شاہد مربی کراچی

انصار اللہ کا اکیسواں سالانہ مرکزی اجتماع

مجلس انصار اللہ کا مرکزی سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز ۲۷-۲۸ اخاء/ اکتوبر بروز جمعہ۔ ہفتہ اتوار ربوہ میں منعقد ہو گا۔ انصار اللہ کو چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر اس اجتماع کی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ دُور کی مجالس سے کم از کم ایک نمائندہ آنا تو بے حد ضروری ہے۔ اپنے نمائندگان کی اطلاع جلد بھجوا دیں۔

(سیکرٹری مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

تجاویز برائے شوریٰ انصار اللہ

جو مجالس شوریٰ انصار اللہ کے ایجنڈا کے لئے تجویز/تجاویز بھجوانا چاہتی ہوں وہ تجویز/تجاویز کو معین الفاظ میں لکھ کر اور اپنی مجلس عاملہ انصار اللہ سے منظوری لے کر جلد بھجوا دیں۔ تجاویز بھجواتے وقت اس امر کی وضاحت کی جائے کہ مجلس عاملہ نے اس کی منظوری دے دی ہے۔

تجاویز بھجوانے کی آخری تاریخ ۲۰ تبوک/ستمبر مقرر ہے۔

(سیکرٹری مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ر ۱۹۷۸ء

اء/

یئے۔

ت

لے حد

(ریّہ)

وز/تجاویز

ب دیز

دی ہے۔

ھمدردی خلائق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :-

" میں دیکھتا ھوں کہ بہت سے ھیں جنکو اپنے بھائیوں کی نسبت کچھ بھی ھمدردی نہیں ۔ مشکلات کے وقت اپنے اوقات ۔ مال طاقت کو دوسرے کے لئے خرچ نہیں کرتے ۔ اور اگر بھائی بھوکا مرتا ھو تو دوسرا کچھ بھی توجہ نہیں کرتا ۔ اور اس کی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ھوتا یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں گرفتار ھو تو اس کے لئے اپنے مال کا کچھ حصہ بھی خرچ نہیں کرتے ۔ حدیث شریف میں ھمسایہ کی خبرگیری اور اس کے ساتھ ھمدردی کرنے کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی آیا ہے کہ ھانڈی میں پانی زیادہ ڈالو اور اپنے ھمسائے کو بھی دو دیکھو کس قدر تاکید ھمدردی کی ہے ۔ مگر برخلاف اس کے آجکل اس حدیث کی کوئی بھی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اپنا ھی پیٹ پالتے ھیں ۔ مگر ھمسایہ سے یہی مطلب نہیں جو اپنے گھر کے ساتھ رھتا ھو بلکہ تمہارے بھائی جو تم سے ھزاروں اور سینکڑوں کوس کے فاصلہ پر رھتے ھیں وہ سب تمہارے ھمسائے ھیں ۔ تمہیں چاھیئے کہ ان سب پر نیک ظن رکھو ۔ اور ھمدردی کا کسی پہلو سے بھی ان سے دریغ نہ کرو ۔ ھر شخص کو ھر روز مطالعہ کرنا چاھیئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرداخت کرتا ہے ۔ اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے ۔ خدا تعالی تمہاری ھمدردی کا بھوکا نہیں اور نہ اسے کوئی پرواہ ھے وہ تمہارے ھی فائدہ کے لئے احکام نازل کرتا ہے اور تمہاری بہتری کو پسند کرتا ہے ۔ "

(تقریر ۱۹۰۳)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔